ہندوستان کی سماجی و ثقافتی ترقی میں محرم و عزاداری کے اثرات

مولانا سید محمد جابر جوراسی
مدیر ماہنامہ اصلاح، لکھنؤ

ہندوستان کی سرزمین وہ قابل سرزمین ہے کہ جس میں نمو کی اگر صلاحیت ہے تو قبول کی صلاحیت بھی کچھ کم نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بہت سی قوموں اور تہذیبوں کو اس نے بڑی آسانی سے اپنی آغوش میں لے لیا۔ ہندوستانیوں میں ہندوؤں کی اکثریت ہے اس قوم کی خاصیت یہ ہے کہ جہاں اس نے بزرگی و سر بلندی دیکھی وہاں سرِ نیاز خم کرنے میں کوئی توقف نہیں کیا۔ شخصیتوں کا عقیدت مند بن جانا چمتکار اور کرامات کو کلیجے سے لگالینا یہ ان کی ناقابل تردید خصوصیات ہیں۔ عزاداریٔ امام حسین علیہ السلام چونکہ مظلومیت کی عظیم علامت ہے اور اس عزاداری کے ذریعہ بہت سے کرامات بھی ظہور پذیر ہوتے رہے ہیں لہٰذا ہندوستانی قوموں بالخصوص اہل ہنود نے اس تہذیبِ عزا کو بلاتردد اپنانے میں گریز نہیں کیا۔ یہاں تک کہ تہذیب عزا عوام ہی نہیں خواص میں بھی بے انتہا مقبول ہوئی۔ آزادی سے قبل یہاں کے بہت سے رجواڑوں میں رسوم عزا انتہائی عقیدت واحترام سے انجام دیئے جاتے رہے ہیں۔ ماضی اور حال کی حکومتوں میں اپنی شناخت بنانے والا گوالیار مدھیہ پردیش کا رجواڑہ یعنی سندھیا خاندان کل بھی انتہائی اہتمام سے عزاداری کرتا تھا اور آج بھی اس سے لاتعلق نہیں ہے۔ اسی صوبہ میں اندور کے ہندو راجا کی تعزیہ داری مثالی رہی ہے۔ چوک سے اٹھ کر تعزیہ کربلا میں عاشورہ کے دن رکھا جاتا ہے اور تین دن تک وہاں عزاداروں کا آج بھی اژدہام رہتا ہے۔ یہ وہ جگہ ہے جو ہندو مسلم اور سنی شیعہ اتحاد کا بہترین مرکز ہے جس کا مشاہدہ میں نے بذات خود کیا ہے ایک طرف ہندو راجا کی جانب سے تعزیہ رکھا رہتا ہے جس پر عقیدت کے پھول چڑھائے جاتے رہتے ہیں۔ ایک سمت اہل سنت حضرات کی کربلا ہے جہاں عوام و خواص جوق در جوق آتے رہتے ہیں تو اُسی سے متصل شیعوں کے زیر اختیار ایک کربلا ہے جہاں سے نوحہ و ماتم کی آوازیں بلند ہوتی رہتی ہیں۔

لکھنؤ میں مسلکی تنازعات کی وجہ سے ۲۲ سال تک جلوسہائے عزاء پر پابندی رہی جس کو ہٹوانے کے سلسلے میں شیعہ فرقہ نے بہت کوششیں کیں اور قربانیاں دیں، اس سلسلے میں پیسفک ٹریولس کے بانی الحاج عزیز زیدی صاحب کے چھوٹے بھائی اور قومی کارکن جناب ظہیر زیدی مرحوم ایک وفد لے کر مرکزی کابینی وزیر ارجن

سنگھ سے ملے تھے اس وفد میں میں بھی شامل تھا۔ مدھیہ پردیش سے تعلق رکھنے والے جناب ارجن سنگھ نے دوران گفتگو یہ انکشاف کیا کہ ہم کمسنی میں صرف دو ہی تہواروں کو جانتے تھے اوران میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے ایک ہندوؤں کا دسہرہ اور دوسرے مسلمانوں کا محرم۔ انہوں نے فرمایا کہ میں بذات خود اپنے کاندھوں پر تعزیہ اٹھاتا تھا۔

بات صرف مدھیہ پردیش ہی تک نہیں بلکہ یوپی میں ہندوؤں کا مذہبی مرکز بنارس ہے جہاں کے ہندو راجا کی تعزیہ داری مشہور ہے۔ یوپی ہی نہیں بلکہ ہندوستان کے دیگر علاقوں میں بھی رجواڑوں، تعلقہ داروں اور زمینداروں نے بہت ہی ذوق و شوق سے عزاداری و تعزیہ داری کی روایت برقرار رکھی ہے۔ یہاں شیعہ رؤسا عزاداری اور تعزیہ داری کا اعلیٰ پیانے پر اہتمام کرتے رہے ہیں اور زیارت و اظہار عقیدت کے لئے مراکز عزا پر کثیر تعداد میں مسلمان ہی نہیں ہندو عزادار آتے رہے ہیں جو منتیں وہ مانتے ہیں ان کی بیشتر منتیں پوری ہوتی ہیں وہ بہت ہی عقیدت و احترام کے ساتھ منتیں اُتارتے رہتے ہیں۔

اودھ کے شیعہ حکمرانوں کے مزاج عزاداری کو دیکھ کر یہاں کے ہندو عوام نے بھی بڑھ چڑھ کر اس میں حصہ لیا۔ اودھ کی پہلی راجدھانی فیض آباد تھی دوسری راجدھانی لکھنؤ قرار پائی۔ یہاں بہت سے عزاخانے ایسے ہیں جو ہندو رؤساء نے بنوائے اور انہیں سے وہ منسوب ہے ان میں ایک طرف اگر مسجدوں میں پنڈتائن (پڑائن) کی مسجد آج بھی شہرت تامّہ رکھتی ہے تو جھاؤلال کا امام باڑہ کم شہرت نہیں رکھتا (۱)۔ شبیہ روضہ کاظمین سعادت گنج روڈ کے اوپر آج بھی اپنی پوری شان و شوکت سے برقرار و تابندہ ہے یہ شبیہ روضہ دراصل روضہ کاظمین کی تعمیر نواب شرف الدولہ نے ۱۸۵۲ء میں کروائی تھی۔ جو کہ محلّہ منصور نگر سے کچھ فاصلہ پر موجود ہے۔ نواب شرف الدولہ بادشاہ امجد علی شاہ کے عہد میں داروغہ تعمیر کے منصب پر فائز تھے۔ ان کا اصلی نام جگن ناتھ اگروال تھا۔ (۲) اسی طرح ٹکیت رائے کے تالاب کے نزدیک راجا ٹکیت رائے کا بنوایا ہوا امام باڑہ بھی موجود تھا جس میں آصف الدولہ بنفس نفیس مجلسوں میں شرکت کرتے تھے۔ (۳) لکھنؤ سے ملحقہ قریوں اور قصبوں میں بھی مل کر ہندو مسلم عزاداری کرتے تھے یہ روایت ابھی ختم نہیں ہوئی ہے۔ لکھنؤ سے تقریباً چالیس کلومیٹر مشرق میں میرا گاؤں جوراس ہے جو بارہ بنکی ضلع میں ہے وہاں خود میرے عزاخانے میں دورِ زمینداری سے اب تک ہندوؤں کی شرکت رہی ہے۔ میرے گاؤں میں حسینی نام کے ایک مہتر ذات کے ہندو کو خود میں نے با ہوش و حواس دیکھا ہے چونکہ یہ عزاداری کے سلسلے میں ایک منت کے نتیجہ میں پیدا ہوا تھا لہٰذا میرے جد مرحوم میر مہدی حسن صاحب قبلہ اعلی اللہ مقامہ نے اس کا نام حسینی رکھ دیا تھا، اور اسی نام سے وہ تاحیات پکارا اور پہچانا جاتا تھا۔ انہیں شرکاء میں ہندوؤں کے مذہبی رہنما پنڈت شیوچرن ترپاٹھی بھی تھے جن کا ابھی ۱۳ جنوری ۲۰۲۱ء کو ۹۳ سال کی عمر میں انتقال ہوا ہے۔ ایک سال میں بیدر کرناٹک میں عشرۂ محرم پڑھ رہا تھا عزاخانے میں شب

عاشورہ ایک ہندو جوان آیا معلوم ہوا کہ یہ تین سو کلو میٹر کی مسافت طے کرکے ہر سال شب عاشورہ اس عزاخانے میں حاضری دیتا ہے اور اپنے باپ کی تاکید کے بموجب اپنی منت پوری کرتا ہے۔ ہوا یہ تھا کہ اس کے باپ کے یہاں کوئی اولاد نہیں ہوتی تھی اس نے یہیں اسی عزاخانے میں منت مانی جو پوری ہوئی اور مذکورہ جوان کی پیدائش ہوئی۔ یہ واقعہ میں نے اپنے گھر کی مجلس میں بیان کردیا۔ پنڈت شیوچرن اُسے سن رہے تھے۔ایک سال بعد انہوں نے انکشاف کیا کہ ہمارے عقیدے کے مطابق جنتی بننے کے لئے پوتے کو دیکھنا ضروری ہے اور میرا کوئی پوتا نہیں تھا آپ کی مجلس سننے کے بعد میں نے منت مانی تھی اور ایک سال کے اندر میں ایک پوتے کا دادا بن گیا۔اسی طرح ان کا بڑا بیٹا بہت بیمار رہتا تھا مہینوں بستر پر رہارات کو مجلس میں انہوں نے اس کی صحت یابی کے لئے دعا مانگی اور حیرت ناک طور پر وہ سویرے بستر علالت سے اٹھ کر اپنے اسکول جانے کی تیاری کرنے لگا جہاں وہ ٹیچر ہے۔پنڈت جی ایام عزا کی مجلسوں میں پابندی سے شرکت کرتے مصائب میں آنسوؤں سے روتے شب عاشورہ سر برہنہ ہو جاتے اور اس طرح عزاداری امام حسین علیہ السلام میں عملی شرکت کرتے۔ (۴)

ہندوستان میں تو باقاعدہ ایک خانوادہ رہا ہے جو حسینی برہمن کے نام سے پہچانا جاتا ہے بعض لوگوں نے تو یہ بھی لکھا ہے کہ اس خانوادہ کے بزرگ نصرتِ امام حسینؑ کے لئے کربلا بھی گئے تھے۔جیسا کہ ٹائمس آف انڈیا کی ایک رپورٹ ہے:

محرم کے ایام، ہندوستان میں بڑی عقیدت سے منائے جاتے ہیں خصوصاً راجستھان، پنجاب اور مدھیہ پردیش جہاں پر حسینی برہمنوں کے کئی خاندان اور ان کے ماننے والے آباد ہیں۔ یہ لوگ دت بھی کہلاتے ہیں۔ان لوگوں کا عقیدہ ہے کہ ان کے بزرگ راہیب اور ان کے بیٹوں نے ۱۰؍اکتوبر ۶۸۰ عیسوی کو کربلا کے میدان میں حسینی فوج کے ساتھ مل کر یزیدی لشکر سے جنگ کی۔ یہ لوگ عاشورہ کے روز واقعہ کربلا کا نقشہ کھینچتے ہیں، ان کی عورتوں اور بچوں نے بینر اٹھا رکھے ہوتے ہیں جن پر امام حسین علیہ السلام اور راہیب کی یاد میں کلمات درج ہوتے ہیں۔ یہ بلند آواز میں یزیدی ظلم کے خلاف نعرے لگاتے ہیں ماتم بھی کرتے ہیں۔ (۵)

ہندوستانی ثقافت میں نظم و نثر کے ذریعہ واقعات کربلا کی عکاسی زور و شور سے کی گئی ہے نثر میں کتابیں شائع ہوئیں، سنی شیعہ ہندو مسلم سکھ عیسائی شعراء نے کربلا کے متعلق شعر گوئی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ اس سلسلے میں بہت سے سرکردہ اور عالمی شہرت یافتہ غیر مسلم ادباء اور شعراء کا نام لیا جاسکتا ہے۔ مضمون کو طوالت سے بچانے کے لئے ان کے اسماء تحریر و کلام کو نقل نہیں کیا گیا ہے۔ شائقین و محققین آسانی سے کربلا کے موضوع

پر جو ذخیرے موجود ہیں ان کو حاصل کرکے ان سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ بالخصوص" عزاداریٔ حضرت امام حسینؑ ایک آفاقی تحریک" تالیف ڈاکٹر دھرمیندر ناتھ کا مطالعہ ضرور فرمائیں۔ (٦)
ڈاکٹر دھرمیندر ناتھ کے والد ماجد امنؔ لکھنوی لکھنؤ کے ہندو شعرا میں خصوصی امتیار رکھتے تھے۔ انہیں کا شعر ہے:

غم حسینؑ میں جو آنکھ تر نہیں ہوتی
اسے نصیب حقیقی نظر نہیں ہوتی

غیر مسلم حسینی شعراء کے کلام کو بہت سے حضرات نے اپنی تالیفات میں جمع کیا ہے اس سلسلے میں ڈاکٹر منظور نقی نیوجرسی کی کتاب "سر دشت نینویٰ" کے اندر بھی بہت سے غیر مسلم شعراء کے کربلا کے متعلق کلام کو پیش کیا گیا ہے۔ (٧)

حوالہ جات

(۱) دیکھئے "لکھنؤ کی عزاداری عہد قدیم سے دور حاضر تک" صفحہ ۳۷۲۔

(۲) دیکھئے "لکھنؤ کی عزاداری عہد قدیم سے دور حاضر تک" صفحہ ۴۱۳۔

(۳) دیکھئے "لکھنؤ کی عزاداری عہد قدیم سے دور حاضر تک" صفحہ ۳۷۲۔

(۴) تفصیلات کے لئے دیکھئے ماہنامہ اصلاح محرم نمبر لکھنؤ اکتوبر، نومبر ۲۰۱۵ء صفحہ ۳۷۔

(۵) ٹائم آف انڈیا، ۲۱ جنوری ۲۰۰۸ء

(بحوالہ : https://hi-in.facebook

com/notes/coffee-shop-only-for-.

journalists/%D8%AD%D8%B3%DB%8C%D9%86%DB%8C-%D8%

A8%D8%B1%DB%81%D9%85%D9%86-%DA%A9%D9%88%D9%86-

(/%DB%81%DB%8C%DA%BA-/272263226181075

(٦) مطبوعہ ایرانی کلچر ہاؤس نئی دہلی۔

(٧) ناشر: ادارہ پیام امن۔ پوسٹ آفس ۳۹۰، بلوم فیلڈ، نیوجرسی